www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

شریعت ایکٹ (۱۹۹۱ء)۔۔۔ شرع یا شرک؟

نفاذ شریعت ایکٹ نمبر (۱۰) آف ۱۹۹۱ء نے ۱۸ جون ۱۹۹۱ء کو صدر پاکستان کی طرف سے توثیق پا کر "بل" کے بجائے "ایکٹ" کی شکل اختیار کی تو اس پر موجودہ حکومت کی تعریف میں بڑے قصیدے پڑھے گئے۔ اگرچہ ۱۹ مئی کے اخبارات میں اس ایکٹ کا جو انگریزی اور اردو متن شائع کرایا گیا تھا وہ اس سے جابجا مختلف تھا جو بعد میں سرکاری گزٹ کی صورت شائع ہوا گویا اس وقت بھی یہ کوشش کی گئی کہ کسی طرح تجزیہ نگاروں کی تنقید سے بچا جا سکے تاہم قانونی نظر رکھنے والوں نے ہیر پھیر کے باوجود اس میں سے بہت کچھ بھانپ لیا تھا۔ افسوس یہ ہے کہ یہ سارا کھیل شریعت کے نام پر کھیلا گیا جس کا مقصد نہ صرف انسداد شریعت تھا بلکہ آئین پاکستان کی نفاذ شریعت کی طرف دروازہ کھولنے والی دفعات کو مع ان کی ایسی تعبیرات کے جو اعلیٰ ترین عدالتوں کی طرف سے ہو چکی ہیں غیر موثر بنانے کی بھی کوشش کی گئی۔ اسی بناء پر اسلامی شریعت کونسل پاکستان نے وفاقی شرعی عدالت سے مبینہ شریعت ایکٹ کی بہت سی دفعات کو غیر اسلامی قرار دینے کی درخواست کر رکھی ہے۔

جناب جسٹس گل محمد خان نے جو وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس کے عہدہ سے کچھ عرصہ قبل ہی فارغ ہوئے ہیں۔ سطور ذیل میں اس نام نہاد شریعت ایکٹ کے بعض خطرناک پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جو قانون دانوں کے علاوہ بالخصوص علماء کے لئے قابل توجہ ہیں کہ وہ حفاظت دین کے علمبردار گردانے جاتے ہیں۔ اس تبصرہ کے ساتھ ہی شریعت ایکٹ ۱۹۹۱ء کے اس انگریزی متن کا اردو ترجمہ بھی دیا جا رہا ہے جو حکومت پاکستان کے سرکاری گزٹ ۱۸ جون ۱۹۹۱ء کے مطابق ہے۔ (محدث)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت بل جس کا بڑا چرچا اور شہرہ تھا اور جس کے گن گائے جا رہے تھے ایک ہنگامہ خیزی کے عالم میں مجلس شوریٰ نے بطور قانون پاس کر دیا۔ صدر پاکستان نے بھی اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اور یہ اب اسلامی مملکت خداداد پاکستان کے مرقع قانون کا ایک اہم حصہ ہے۔ بعض لوگوں نے اسے غیر آئینی قرار دیا ہے اور بعض نے بے نتیجہ اور بے اثر۔ مسٹر انوار سید نے اپنے ایک مضمون مطبوعہ روزنامہ نیشن مورخہ ۴ جولائی ۱۹۹۱ء میں اس کی بعض اہم دفعات کو غیر آئینی اور دوسروں کو بے تکا کہا ہے۔ بعض لوگوں نے اسے غیر اسلامی اور شرک سے تعبیر کیا ہے۔ اس کی تعریف صرف ان لوگوں نے کی ہے جنھوں نے اس کا صرف عنوان پڑھا یا بنظر غائر نہیں دیکھا یا وقتی تقاضوں سے مجبوری کی حالت میں اس پر رائے زنی کی۔ بیشتر لوگوں کا خیال ہے کہ دستور اور اس قانون میں بھی اللہ کی حاکمیت کا اقرار اور تصدیق کرنے کے بعد موجودہ سیاسی نظام' عورتوں کے حقوق چاہے وہ شرع کے خلاف بھی ہوں' مقننہ کے اختیار قانون سازی' ادائیگی اور مطالبہ سود (اندرونی یا بیرونی عہد و اقرار کے تحت) کو تحفظ دینا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر مجلس شوریٰ اور صوبائی اسمبلیوں کے قوانین کو ترجیح دینا خدائی حدود سے تجاوز کرنے کے مترادف ہے۔ تاہم سب سے زیادہ مخمصہ اور تحیر اس بات کا ہے کہ وزیراعظم جن کا تعلق ایک دینی اور صاحب ایمان گھرانے سے ہے اور جو خدمت دین میں پس و کوتاہ نہیں ایسے قانون کو پاس کرانے میں کیوں کوشاں رہے؟ بہر حال یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی اہم دفعات اور ان کا تجزیہ عوام کے سامنے لایا جائے تاکہ وہ خود اپنا نظریہ قائم کر سکیں۔

شریعت ایکٹ کی دفعہ تین الف (A۔3) اسلامی قانون کو اعلیٰ اور ارفع بتلاتا ہے جبکہ دفعہ چار الف (A۔4) سب مسلمانوں کو ذمہ دار گردانتا ہے کہ وہ شرعی احکام پر عمل کریں۔ اگر ان مسلمانوں میں مجلس شوریٰ کے ممبران اپنے آپ کو شامل کر لیتے تو شاید یہ منافقت نما قانون پاس ہی نہ ہو سکتا۔ ساتھ ہی دفعہ تین ب (B ۔ 3) یہ کہتا ہے کہ اس قانون یا کسی بھی عدالت کے کسی فیصلہ یا کسی بھی رائج الوقت قانون کے تحت ـــــ موجودہ سیاسی نظام من جملہ مجلس شوریٰ' صوبائی اسمبلیوں' نافذہ حکومتی طریق کار کو کسی بھی عدالت بشمول سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت' مقتدرہ یا ٹریبونل میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی چاہے وہ احکام خداوندی اور ارشادات رسالت مابؐ کے بھی خلاف ہوں' ان کے خلاف انگلی تک نہیں اٹھائی جا سکتی۔ اب بتایئے کون سا قانون ارفع ہے!؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورۂ نسا آیت ۵۹ میں فرماتا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ

''ایمان والو! اللہ کی تابعداری کرو اور اللہ کے رسول ؐ کی اور اولی الامر کی۔ لیکن اگر کسی بات میں (اولی الامر) سے اختلاف ہوجائے تو اسے (عدالت سے) اللہ اور اس کے رسول ؐ کے احکام کے مطابق فیصلہ کروا لو' اگر تم روز حساب میں یقین رکھتے ہو۔'' تو قرآن تو عدالتوں میں جانے اور اللہ اور اس کے رسول ؐ کے احکام کے مطابق فیصلہ کا حکم دیتا ہے۔ جبکہ ہمارا قانون اس کی نفی کرتا ہے اور صحیح فیصلہ حاصل کرنے سے روکتا ہے۔ کیا ایسا قانون' قانون شریعت کہلا سکتا ہے؟

اس ضمن میں دو سوالات توجہ طلب ہیں: اول یہ کہ کیا موجودہ سیاسی نظام---- مجلس شوریٰ' صوبائی مقننہ یا موجودہ نظام حکومت شرعی تقاضے پورا کرتے ہیں یا ان کی ضد ہیں؟ اس مسئلہ پر اس وقت تک نہ تو اسلامی نظریاتی کونسل اور نہ ہی مجلس شوریٰ نے غور فرمایا ہے یا حتمی رائے کا اظہار کیا ہے۔ مگر دفعہ تین ب ((3-B) سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس شوریٰ کو ان اداروں کے شرعی جواز کے متعلق شک تھا لہٰذا انہوں نے ان کو تحفظ دینے کی سعی کی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو مجلس شوریٰ نے جان بوجھ کر اور ارادتاً حرام کو حلال کرنے اور اسے دوام بخشنے کی ناپسندیدہ حرکت کی ہے۔ یہاں پر یہ بات قارئین کے علم میں لانا ضروری محسوس ہوتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت نے صلاح الدین وغیرہ کے ایک کیس (۱۹۸۹ء) میں ایک فیصلہ کے ذریعے موجودہ قوانین الیکشن جو موجودہ حکومت اور سیاسی نظام کو وجود میں لانے کے ذمہ دار ہیں کو غیر شرعی قرار دیا۔ اگر واقعی مجلس شوریٰ نے اس فیصلے یا اس کے بعد آنے والے فیصلوں کی پیش بندی کی ہے تو یہ ان کی علمی تہی دامنی کا ثبوت بھی ہے اور ایک گناہ بے لذت بھی۔ قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ آئینی اور دستوری اختیارات یا ان کے اثرات کو عام قانون سے نہ تو زائل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی بے اثر۔ بہر حال اس فیصلہ کے خلاف حکومت نے اپیل دائر کی ہوئی ہے لہٰذا یہ فیصلہ معطل ہے۔ چونکہ یہ فیصلہ پچھلے الیکشن سے بھی قبل دیا گیا تھا۔ اگر سپریم کورٹ کا اپیل بنچ اسی وقت فیصلہ دے دیتا تو صحیح آئینی اور شرعی حالت واضح ہوجاتی۔ اب بھی اگر اس پر فیصلہ دے دیا جائے تو آئندہ الیکشن سے قبل صورت حال کو شرع کے مطابق استوار کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال سپریم کورٹ کے سامنے اس کیس کی اہمیت کے پیش نظر یہ التجا کرنی چاہئے کہ قصاص و دیت والے کیس کی طرح اسے بھی ایک طویل عرصہ التواء میں نہ رکھیں بلکہ ثواب دارین کے مستحق ہوں۔ اس صورت کے پیش نظر مجلس شوریٰ کو بھی احتیاط لازم تھی کہ سپریم کورٹ کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسی دفعات کو قانون کا حصہ بنانے سے اجتناب کرتی جبکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص ایسی کاوش قانوناً بھی بے اثر' لاحاصل اور بے سود ہو۔

مزید برآں دستور کا آرٹیکل ۲۲۷ الف (227-A) مجلس شوریٰ کو مجبور کرتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قانون نہ بنائے جو شرع کے خلاف ہو۔ ایسا ہی ایک حکم آرٹیکل 30 میں بھی ہے۔ ہر ممبر مجلس شوریٰ نے اس امر کا حلف بھی اٹھا رکھا ہے کہ وہ دستور پر عمل' اس کی پاسداری اور حفاظت کرے گا۔ آرٹیکل 227' آرٹیکل 229 اور آرٹیکل 230 ج (230-c) کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجلس شوریٰ ہر قانون پاس کرنے سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل سے مشورہ لے کہ کہیں مجوزہ قانون احکام اسلام کے خلاف تو نہیں۔ بظاہر مجلس شوریٰ نے ان سب آرٹیکلز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک ایسا قانون پاس کیا ہے جس کے متعلق کسی کو بھی شک نہیں ہونا چاہئے کہ وہ نہ صرف خلاف شرع ہے بلکہ شرک کی حدود میں بھی آ سکتا ہے۔ یہاں یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہو گا کہ ۱۹۸۰ء سے قبل دستور نے ہی جہاں خلاف شرع قانون بنانے کی پابندی لگائی تھی وہاں قانون ساز اداروں کو اس ضمن میں عدالتوں کے احتساب سے بھی تحفظ دیا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قانون ساز ادارے بے دھڑک غیر شرعی قوانین' ضابطے اور احکام جاری و ساری رکھتے رہے اور عوام الناس بے کس و بے آواز ان کی چیرہ دستیوں کا تماشا کرتے رہے۔ ۱۹۸۰ء میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے پہلی دفعہ وفاقی شرعی عدالت کا قیام عمل میں لا کر اختیار دیا کہ ماسوائے چند ایک کے' عدالت باقی قوانین کی چھان بین کر کے غیر اسلامی قوانین کو کالعدم قرار دے۔ پھر ۱۹۸۵ء میں آرٹیکل 2۔ الف (2-A) کا اضافہ کر کے قرارداد مقاصد کو دستور کا موثر حصہ بنایا اور یوں تمام قوانین حتیٰ کہ دستور کو بھی اللہ تعالیٰ کی حاکیت اور قرآن و سنت کے تابع کر دیا۔ بعد میں مجلس شوریٰ نے بھی آٹھویں ترمیم کے ذریعہ اسے پاس کیا اور مہر تصدیق ثبت کر دی۔ سپریم کورٹ نے بھی حال ہی میں قرآن و سنت کے احکام کی بالادستی اور مستقل قانونی حیثیت کو قبول کر لیا ہے۔ اس آئینی صورت حال اور عدالتی تشریح کی روشنی میں یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اب بندوں کا بنایا ہوا پاکستان کا دستور اللہ کے احکام کے تابع ہے اور کسی قانون یا دستور کے کسی حصہ میں اگر کوئی بات اللہ کے احکام سے متصادم ہے تو وہ کالعدم اور غیر موثر ہے۔ اس صورت حال میں دوسری وضاحت یہ ملتی ہے کہ ممبران' مجلس شوریٰ اور باقی قانون ساز ادارے جان بوجھ کر خلاف شرع قوانین پاس کر کے نہ صرف غیر شرعی صورت حال سامنے لا رہے ہیں۔ بلکہ اپنی حلف شکنی اور دستور شکنی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ امید ہے ممبران مجلس شوریٰ کو یہ بات معلوم ہو گی کہ ان کے بنائے ہوئے قوانین عدالتوں میں چیلنج کئے جا سکتے اور ایسی خوش فہمی وہاں نہیں ہے۔ ۱۹۸۰ء کے بعد سے یہ اختیار وفاقی شرعی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالت کے پاس ہے اور ۱۹۸۵ء سے وہ مستثنیات جو وفاقی عدالت کے اختیار سے باہر تھیں اب ہائی کورٹس کے اختیارات میں آگئی ہیں۔ ممبران مجلس شوریٰ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ایک عام قانون ان کی ان خلاف ورزیوں کو جو دستور اور احکام الٰہی کے خلاف ہیں عدالتوں کے احتساب سے تحفظ نہیں دے سکتا۔ یہ بھی ایک مسلمہ کلیہ ہے کہ مجلس شوریٰ مملکت کے قانون سے واقف ہوتی ہے اور جو نیا قانون وہ وضع کرتی ہے اس کے جملہ پیچ و خم سے بھی بہرحال آگاہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قانون جو بظاہر یا اصل میں احکام الٰہی کے خلاف بن جائے تو یہ فرض کر لیا جائے گا کہ وہ دانستہ اور عمداً بنایا گیا ہے۔ بلاشبہ عدلیہ ایسے قانون کو کالعدم اور غیر موثر قرار دے گی مگر ساتھ ہی ممبران مجلس شوریٰ کی وہ قسم بھی ٹوٹ جائے گی جس کے بل بوتے پر وہ قانون سازی اور مجلس شوریٰ کی کارروائی میں حصہ لیتے ہیں۔ یہاں یہ بات واضح کر دینی چاہئے کہ اپنے حلف میں ہر ممبر یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ اسلام کی نظریاتی حدود کے دفاع کے لئے ہر ممکن کاوش اور یہ کہ وہ اسلامی مملکت پاکستان کے دستور کے استحکام، تحفظ اور دفاع کی حتی المقدور کوشش بطور اللہ تعالیٰ کے نائب کے کرے گا۔

علاوہ ازیں ممبران مجلس شوریٰ دستور پاکستان کے آرٹیکل (6) کی خلاف ورزی کے بھی مرتکب ہوسکتے ہیں جس میں یہ قرار پایا ہے کہ اگر کوئی شخص پاکستان کے دستور کو مٹانے یا توڑنے کی سازش یا کوشش کرتا ہے یا توڑتا ہے یا ہٹانے کی کوشش یا سازش بزور بازو یا دیگر غیر آئینی طریقوں سے کرتا ہے تو وہ غداری اور بغاوت کا مرتکب ہو گا۔ اب چونکہ عوام الناس نے اللہ کی حاکمیت اور احکام الٰہی کی بالادستی کو قبول کر کے دستور کا موثر حصہ بنا دیا ہے تو کوئی شخص جو اپنی یا مجلس شوریٰ کی بالادستی کا ارتکاب کرے گا تو وہ دستور سے بغاوت اور غداری کا مرتکب گردانا جا سکتا ہے۔ بدقسمتی سے چونکہ ایسے افعال حکمران طبقہ سے سرزد ہوتے ہیں' ان کا سنجیدگی سے نوٹس نہیں لیا جاتا اور نہ ہی دستور کے اس حصہ پر عمل ہوا ہے۔ اس لئے نہ ہی عدالتوں کو اس پر غور کرنے کا موقع ملا اور نہ ہی عوام کو اس سے واقفیت ہوئی۔ بہرحال وقت آ گیا ہے کہ ملک کی نظریاتی حدود کے تحفظ اور مجلس شوریٰ کے اختیارات کا تعین کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔ ساتھ ہی ممبران مجلس شوریٰ جن کو عوام الناس نے قابل اور مناسب سمجھ کر اپنے نمائندگان کے بطور منتخب کیا ہے وہ سنجیدگی اور متانت سے از خود اپنے حدود اختیار کا تیقن اور تعین کریں تاکہ بعد میں آنے والوں کی بھی رہنمائی ہو اور وہ صرف اپنی انا کی تسکین کے لئے دنیا و آخرت کے انعامات سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

اب دوسرا اہم جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ دستور کے تحت ممبران مجلس شوریٰ کی ذمہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داریاں اور فرائض کیا ہیں۔ دستور کے مطابق پاکستان کے لوگ اللہ کی حاکمیت کے امین اور اسے اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے پابند ہیں اور یہ ذمہ داری وہ اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعے عمل میں لائیں گے۔ اس صورت حال میں اولاً ممبران مجلس شوریٰ لوگوں کے وکیل ہیں لہٰذا وہ صرف وہ اختیار استعمال کر سکتے ہیں جو لوگوں نے ان کو تفویض کئے ہیں۔ دوم لوگ نہ تو ان کو اپنے اختیارات سے زائد اختیار سونپ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ خود ان سے تجاوز کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان نمائندگان قوم کے اختیارات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے تحت اور ان کی مقرر کردہ حدود میں محدود ہیں۔ لہٰذا یہ ان کا اولین فرض ہے کہ بطور امین وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کو جاری و ساری کریں بلکہ اگر کوئی دیگر قانون یا ضابطہ ان احکام کے مخالف یا ان سے متصادم ہے تو اسے ہٹائیں اور مٹائیں۔ ان حالات میں کسی دوسرے قانون کی بالادستی کو قائم کرنا یا اسے ماننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہے، فرماتا ہے۔

أَلَا لَهُ الْحُكْمُ (سورۃ الانعام: ۶۲)

خبردار حکم (قانون) صرف اللہ کا ہی ہے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ﴿۵۷﴾ (سورۃ الانعام: ۵۷)

اور قانون صرف اللہ کا ہی ہے وہ سچائی بیان کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿۲۶﴾ (سورۃ الکہف: ۲۶)

وہ کسی کو اپنی حکمرانی میں شرکت کی اجازت نہیں دیتا۔

وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ (سورۃ الرعد: ۴۱)

اور اللہ ہی حاکم اعلیٰ ہے۔ اس کے قانون کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا۔

مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾

(سورۃ یوسف: ۴۰)

اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو وہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان کے پوجنے کی کوئی سند نہیں اتاری۔ اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں۔ اسی نے حکم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ یہی سیدھا رستہ ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾

(سورۃ آل عمران: ۷۹)

کسی آدمی کو لائق نہیں کہ اللہ اسے کتاب، حکمت اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے: خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ اللہ والے بن جاؤ۔ کیونکہ تم اللہ کی کتاب کو پڑھاتے ہو اور خود بھی پڑھتے رہے ہو۔

یہ آیت کریمہ بالکل واضح کر دیتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی یہ اختیارات حاصل نہیں ہیں کہ وہ اللہ کے سوا اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا اعلان کرتے پھریں پھر ہمارے نمائندے جو اس عہد کے پابند ہیں کہ وہ بطور متولی کام کریں گے وہ آخرت میں اور یہاں رائج الوقت قانون کے بھی جواب دہ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ تنبیہ کرتے ہیں۔

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ (سورۃ المائدہ: ۵۰)

"کیا پس کفر کے وقت کا حکم چاہتے ہو اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر حکم دینے والا کون ہے؟"

حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جو انسانوں کو حکمرانی عطا کرتا ہے اور اس کے لئے اس نے حدود مقرر کر رکھی ہیں۔ جو کہ اس کے قانون کے مطابق ہیں۔ مزید فرمایا۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾ (سورۃ المائدہ: ۴۴)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾ (سورۃ المائدہ: ۴۵)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤٧﴾ (سورۃ المائدہ: ۴۷)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ فاسق ہیں۔

لہٰذا ارکان مجلس شوریٰ اس بات کے مکلف ہیں کہ قرآن و سنت کی وہ تعلیمات جو واضح اور غیر مبہم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کی پابندی کریں۔ ان کا یہ کہنا کہ کچھ معاملات اس قدر مقدس ہوتے ہیں کہ انہیں کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا چاہے وہ قرآن و سنت کے خلاف ہی ہوں یہ بدعت اور واضح کفر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (سورہ الرعد:۴۱)

اور اللہ حکم دیتا ہے اس کے حکم کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ نیز فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا

(سورہ النساء: ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو بخشنے والا نہیں ہے اور شرک کے سوا جس کو چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک (یعنی اس کی حاکمیت میں کسی اور کو حصہ دار بنایا) اس نے بہت بڑا گناہ کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۂ مائدہ آیت ۷۲ میں فرماتا ہے:

إِنَّهٗ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ

"وہ جو اللہ کے سوا اوروں کے احکام مانتا ہے۔ اس پر جنت حرام ہے اور اس کا مسکن آگ میں ہو گا۔"

لہٰذا مصدقہ اور مسلمہ پوزیشن یہ ہے کہ اگر ہم اللہ کے چند احکام کی تابعداری صرف اس لئے کرتے ہیں کہ بندے کا بنایا ہوا قانون ایسا حکم دیتا ہے تو پھر بالادستی بندے کے قانون کی ہے نہ کہ اللہ کے قانون کی۔ اسی طرح سے اگر لادین حکومتیں اللہ کے چند قوانین کی روح کو اپنے قوانین کا حصہ بنا کر نافذ کر دیں تو ہم انہیں اسلامی ریاست نہیں کہہ سکتے۔ مغرب کی بعض وہ ریاستیں جنہوں نے عوام کی بہتری کے چند قوانین نافذ کئے کیا انہوں نے اسلامی ریاست کا درجہ پا لیا ہے؟ کوئی بھی شخص اسلام کا ایک من پسند حصہ اپنا کر اور دوسرے کی خلاف ورزی کر کے اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ آیت ۸۵ میں فرماتا ہے:

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّونَ إِلٰى أَشَدِّ الْعَذَابِ

"کہ جو شخص کتاب کے بعض حصوں پر ایمان رکھتا ہے اور بعض پر نہیں تو ایسے شخص کی دنیاوی زندگی میں بجز رسوائی اور روز قیامت بجز سخت عذاب کے اور کیا سزا ہو سکتی ہے؟" اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت ۲۰۸ میں فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَـٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۲۰۸﴾

"اے ایمان والو۔ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔" سورۂ نساء کی آیت ۱۱۵ میں حکم ہوا ہے کہ:

وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ ٱلْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِۦ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿۱۱۵﴾

"ہدایت آ جانے کے بعد جس نے پیغمبر کی نافرمانی کی اور ایک ایسا راستہ اختیار کیا جو فرماں برداروں کا نہیں اسے جہنم میں ڈالا جائے گا جو برا ٹھکانا ہے۔" دستور کے اندر بھی پاکستانی عوام کی طرف سے اپنے منتخب نمائندگان کو یہی ہدایت ہے کہ اللہ کے قانون کے تابع رہیں، لیکن اگر کوئی نمائندہ اپنی من مانی کرنا چاہتا ہے تو وہ یا تو نمائندگی سے استعفیٰ دے دے یا لوگوں کو کھلم کھلا بتا دے کہ وہ اللہ کے احکام یا لوگوں کی ہدایت ماننے کو تیار نہیں ہے۔ یہ ایک انتہائی مذموم حرکت ہے کہ اسلام کے نام تلے غیر اسلامی اور ملحدانہ قوانین پاس کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سورۂ آل عمران آیت ۱۸۷ میں فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَـٰقَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَـٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُۥ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُۥ فَنَبَذُوهُ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ وَٱشْتَرَوْا۟ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَآ أَتَوا۟ وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا۟ بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا۟ فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ ٱلْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۸۸﴾

"کہ جب اللہ نے اہل کتاب سے وعدہ لیا کہ لوگوں کو یہ کتاب من و عن سناؤ اور اس میں سے کچھ نہ چھپاؤ تو انہوں نے ان صحیفوں کو پس پشت ڈال دیا اور چند سکوں کے عوض بیچ دیا۔ یہ کاروبار گھناؤنا تھا۔ ایسے لوگ جو اپنے کردار بد پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے تو ایسے لوگوں کے لئے اچھا خیال مت کرو کہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائیں گے بلکہ ان کو دردناک عذاب ہو گا۔"

یہاں پر نام نہاد شریعت ایکٹ کی دفعات ۲۱۔۲۰ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ دفعات موجودہ نظام حکومت، دستور میں دیئے گئے عورتوں کے حقوق، ممبران مجلس شوریٰ کے موجودہ حقوق اور صرف ان کے پاس کردہ قوانین کا نفاذ ـــ چاہے وہ احکام قرآن و سنت کے یکسر خلاف ہوں کو بالادست اور یقینی بناتی ہیں۔ پس یہ دفعات ان سب نقائص کی حامل ہیں اور مبنی بر شرک ہیں۔ کیا عورتوں کے دستور میں دیئے ہوئے حقوق زیادہ مناسب ہیں یا کتاب و سنت میں مذکورہ حقوق؟ کیا یہ ممبران مجلس شوریٰ ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"حقوق" کو دوام بخشنا چاہتے ہیں جو خلاف شرع ہیں یا ان کو جو شرع کے مطابق ہیں؟ مجھے یقین ہے کہ اس ملک میں سوائے چند سو یا چند ہزار خواتین کے باقی سب قرآن و حدیث کے حقوق (جو فی الواقع زیادہ وسیع' حفاظت اور عزت مہیا کرنے والے ہیں) کا مطالبہ کرتی اور حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ پھر مقننہ کے حقوق بھی اسلام میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان نمائندہ ان کے علاوہ دوسرے مخالف حقوق کا مطالبہ کرے گا؟ یہاں یہ بھی کہہ دینا مناسب ہے کہ غیر مسلموں کو جو حقوق قرآن و سنت میں دیئے گئے ہیں وہ ان کو کسی دوسری مملکت میں آج تک نہیں ملے۔ دستور بھی ان کے حقوق کی حدود کا تعین کرتا ہے اور من مانی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کیا وہ ان سے باہر جا سکتے ہیں؟

اب ہم مبینہ شریعت ایکٹ کی دفعہ ۱۸ اور ۱۹ کی طرف آتے ہیں۔ یہ سودی معاہدات اور ان کے تحت سود کی ادائیگی کو نہ صرف روا رکھتے ہیں بلکہ عدالتوں کی معرفت ان اندرون اور بیرون ملکی معاہدات کے تحت قابل ادا سود کی' عدالتوں کی معرفت بازیابی کے حق کو یقینی بناتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ سود دینے اور لینے والے کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے مگر یہ اسلامی حکومت نہ صرف سود لینے اور دینے کو جائز قرار دیتی ہے بلکہ سود ادا نہ کرنے والے کے خلاف اعلان جنگ کرتی ہے۔ (العیاذ باللہ) سود کا مسئلہ بہت قدیم ہے۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ قریباً ہر فلاسفر اور سماوی مذہب نے اسے غیر پسندیدہ' حرام اور قبیح جرم جانا اور اس پر اسی طرح عمل کرنے کی صدیوں تلقین ہوتی رہی۔ ان یہودی اور عیسائی حکومتوں میں جہاں مذہبی جماعتوں کا عمل دخل زیادہ رہا وہاں سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ تاہم بعد میں جب چرچ' جو کہ امیر ترین ادارہ تھا' نے اپنا فالتو سرمایہ نفع پر لگانا شروع کیا تو یہ جرم بھی نرم پڑتا گیا۔ حتیٰ کہ اب نہ صرف کہ سود کی وصولی یا ادائیگی جرم نہیں رہی بلکہ اسے قبولیت کا درجہ مل گیا ہے۔ تاہم اسلام کے کسی عالم دین نے دنیا میں کسی بھی جگہ اسے حلال یا جائز نہیں کہا ہے۔ ہاں چند مغرب زدہ اور مغربی تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل لوگ اس کی بعض حالات میں جائز ہونے کی تاویلیں کر رہے ہیں۔ مگر ان کی یہ بات ماننے کو کوئی تیار نہیں۔ صرف ایک ہی دلیل قابل توجہ رہی ہے کہ سودی نظام کو ایک دم ختم کر دینے سے انتشار پیدا ہو گا لہٰذا جب تک متبادل نظام وضع نہ کر لیا جائے اسے بحال رکھا جائے۔ مگر اس ضمن میں تاریخی شواہد یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نہ تو متبادل نظام وضع کرنے کے لئے نیک نیتی سے کوشش کرتے رہے ہیں اور نہ ہی ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت کے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ سود کی وصولی و ادائیگی حرام ہے۔ اس کونسل کی تشکیل ۱۹۶۲ء کے دستور کے تحت ہوئی تھی۔ پھر ۲۳ دسمبر ۱۹۶۹ء کو اسی کونسل نے علامہ علاؤ الدین صدیقی کی سربراہی میں اسی فیصلہ کو صادر کیا اور کہا "موجودہ بنکنگ نظام" سود کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی طرح سے ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۸ء میں بھی ایسی ہی رائے دی گئی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد زیادہ تر توجہ متبادل نظام وضع کرنے پر دی گئی۔ کونسل نے بھی ایک متبادل نظام وضع کر کے پیش کیا مگر حالات و واقعات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ متعلقہ ادارے پس و پیش کرتے رہے۔ جسٹس حمود الرحمان مرحوم اور جسٹس افضل چیمہ کی سربراہی میں اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی متبادل نظام پر عمل کرنے کو کہا مگر ارباب بست و کشاد کے عملی اقدام سود کی طرف زیادہ اور اس کے خلاف کم تر رہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے بھی خاصی کوشش کی مگر پرنالہ ابھی تک وہیں ہے۔ اب حکومت نے ان دفعات کے تحت ایک اور کمیشن کی تشکیل کردی ہے مگر جو رپورٹس اور سفارشات قبل ازیں دی گئی ہیں ان پر عمل درآمد پر نہ تو زور دیا گیا ہے اور نہ ایسی خواہش معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے موجودہ کمیشن موجودہ حکومت کو اپنی مدت پوری کرنی میں مدد تو دے سکتا ہے مگر مزید پیشرفت کا تصور تک نہیں ہو سکتا۔

یہاں یہ بات قابل توجہ اور تحسین طلب ہے کہ مسٹر محمد خان جونیجو کی حکومت نے نویں دستوری ترمیم میں ایک ایسی تجویز پیش کی کہ اگر علمائے کرام اپنی اپنی جماعت کے سود و زیاں کو دیکھے بغیر اسے پاس کروا لیتے تو یہ مسئلہ کافی حد تک آگے بڑھ چکا ہوتا۔ جونیجو صاحب کی تجویز کے مطابق وفاقی شرعی عدالت کو یہ اختیار دیا جانا تھا کہ عدالت ہر قسم کے غیر شرعی مالی قانون کو کالعدم اور غیر موثر قرار دے سکتی مگر ساتھ ہی ایک متبادل نظام بھی وضع کر کے دے دیتی۔ اگر یہ دستوری ترمیم پاس ہو جاتی تو متبادل نظام بہ امر مجبوری وضع کرنا پڑتا۔ یہاں یہ بات بھی کہنا بے جانہ ہوگی کہ اس دنیا اور خاص طور پر مغربی دنیا کے ماہرین اقتصادیات کا ایک بڑا حصہ سود کو بہت سی اقتصادی بیماریوں اور خرابیوں کی جڑ تصور کرتا ہے۔ اس ساری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ مجلس شوریٰ نے شریعت ایکٹ جس کی بیشتر دفعات وعدوں اور ارادوں کی نشاندہی کرتی ہیں اور بقایا یا تو قطعاً خلاف دستور ہیں یا خلاف شرع' پاس کردیا ہے۔ اس قانون کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس شوریٰ نے قرآن و سنت کی بجائے اپنی بالادستی قائم کرنے کی سعی کی ہے اور یہ قرار دیا ہے کہ اتنا ہی اسلام نافذ ہوگا جو مجلس شوریٰ چاہے گی اور جو غیر اسلامی نظام وہ نہیں ہٹانا یا مٹانا چاہتی اسے پورا تحفظ دیا جائے گا۔ یہ شرک کی انتہا اور اللہ کے احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ اسے بہت سارے علما کی بھی سرپرستی حاصل ہے اور وہ اس کے پاس کرانے میں ممد و کوشاں رہے۔ یہ علما کرام جو دوسروں کی معمولی لغزشوں پر کفر کے فتوے صادر کرتے رہتے ہیں اپنے کئے پر نہ تو شرمندہ ہیں اور نہ توبہ کے لیے تیار۔ کیا ایسے قانون کو پاس کرانا اور اس میں ممد و معاون ہونا کسی گرفت میں آتا ہے یا نہیں؟ کیا ایسے علماء عوام کے منتخب نمائندے کہلانے کا حق رکھتے ہیں؟ کیا ان کا حلف نہیں ٹوٹا اور وہ حق نمائندگی سے محروم نہیں ہو گئے؟ میری التجا ہے کہ سب علماء حضرات اور دیگر قارئین اس قانون کا دوبارہ مطالعہ کر کے اپنی رائے سے لوگوں کو مستفید کریں اور اگر یہ قانون واقعی خلاف شرع اور شرک کی حدوں کو چھوتا ہے تو وہ علماء کرام جنہوں نے اس کے پاس کرانے میں حصہ لیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توبہ تائب ہو کر اپنے حلف کا اعادہ کریں اللہ تعالی سورۂ فاطر آیت ۱۵ تا ۱۶ میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٦﴾

"اے لوگو تم خدا کے محتاج ہو اور اللہ تو بے نیاز ہے اور تمام خوبیوں والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ بات خدا کو مشکل نہیں۔" کیا ان حالات میں ہم بھی سب اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر اپنی۔ علمائے کرام اور مجلس شوری کی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی نہ مانگیں کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور اسی میں ہماری بقاء اور بہتری ہے۔ (وما علینا الا البلاغ)

نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۱ء

تمہید

چونکہ اللہ تبارک و تعالی ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو ان کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ جو اختیار و اقتدار اس کی مقررہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہوگا وہ ایک مقدس امانت ہے۔ اور چوں کہ اسلام کو پاکستان کا مملکتی مذہب قرار دے دیا گیا ہے اس لئے تمام مسلمانوں پر لازم و واجب ہو گیا ہے کہ وہ قرآن پاک اور سنت کے احکام کی پیروی کریں۔ اور اپنی زندگی کو قانون الہی کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے ترتیب دیں۔ اور چوں کہ اسلامی مملکت کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ شہریوں کی آبرو، جان، آزادی، املاک اور حقوق کی حفاظت کی جائے اور امن و امان کو یقینی بنایا جائے اور ایک آزاد اسلامی نظام عدل کے ذریعہ ہر طرح کے لوگوں کو سستا اور فوری انصاف فراہم کیا اور چونکہ فحاشی، بدکاری، قمار بازی، عصمت فروشی اور دیگر اخلاقی برائیوں کی جو کسی اسلامی مملکت کی نفی کرتی ہیں، معاشرہ میں مکمل طور پر روک تھام کرنا چاہئے اور ان کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہئے اور چونکہ یہ ضروری ہے کہ قرآن پاک اور سنت کے احکام کی مطابقت میں قوانین وضع کئے جائیں اور تسلیم شدہ طریقہ کے ذریعہ پاکستان کے عوام کی خواہشات اور آرزوؤں کا پتہ چلایا جائے اور ہر لحاظ سے ان کے فیصلے کو نافذ کیا جائے جو اسلامی اصول قانون کا بنیادی ستون ہے اور چونکہ مذکورہ بالا بیان کردہ مقاصد اور اہداف کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ مملکت کے اقدامات کی دستوری اور قانونی تائید کی جائے لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔

نمبر(۱): مختصر عنوان' وسعت اور آغاز نفاذ

شق نمبر(۱)۔ یہ ایکٹ نفاذ شریعت ایکٹ (۱۹۹۱ء) کے نام سے موسوم ہو گا۔

نمبر(۲)۔ یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہو گا۔

نمبر(۳)۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہو گا۔

نمبر(۴)۔ اس ایکٹ میں شامل کوئی امر غیر مسلموں کے مخصی قوانین 'مذہبی آزادی' روایات' رواجات اور طرز زندگی پر اثر انداز نہیں ہو گا۔

(۲) تعریفات

اس ایکٹ میں تاوقتیکہ متن میں بصورت دیگر قرار دیا گیا ہو شریعت سے وہ اسلام کے احکام مراد ہیں جس طرح کہ قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے۔

تشریح:۔ شریعت کی تعبیرو تشریح کرتے ہوئے قرآن کریم اور سنت کی تعبیر اور توضیح کے مسلمہ اصولوں کی پیروی کی جائے گی اور اصول فقہ کے رائج اسلامی مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمہ فقہا کی تشریحات اور آراء کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

نمبر(۳)۔ شریعت کی بالادستی

(۱) قرآن و سنت (شریعت) پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون ہوں گے۔

(۲) اس ایکٹ' کسی عدالت کے فیصلہ یا فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون میں شامل کسی امر کے باوجود موجودہ سیاسی نظام بشمول مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں اور حکومت کے موجودہ نظام کو کسی عدالت بشمول عدالت عظمیٰ' وفاقی شرعی عدالت یا کسی مقتدرہ یا ٹریبونل میں چیلنج نہیں کیا جائے گا۔ شرط یہ ہے کہ یہاں شامل کوئی امر دستور کے ذریعہ یا دستور کے تحت گارنٹی شدہ غیر مسلموں کے حقوق کو متاثر نہیں کرے گا۔

نمبر(۴)۔ قوانین کی تعبیر شریعت کی روشنی میں کی جائے گی

اس ایکٹ کی غرض کے لئے (اول) قانون موضوعہ کی تشریح و تعبیر کرتے وقت اگر ایک سے زیادہ تشریحات اور تعبیرات ممکن ہوں تو عدالت کی طرف سے اس تشریح و تعبیر کو اختیار کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ جو اسلامی اصولوں اور حصول قانون کے مطابق ہو اور (دوم) جب کہ دو یا زیادہ تشریحات و تعبیرات مساوی طور پر ممکن ہوں تو عدالت کی طرف سے اس تشریح و تعبیر کو اختیار کیا جائے گا جو دستور میں بیان کردہ حکمت عملی کے اصولوں اور اسلامی احکام کو فروغ دے۔

نمبر(۵) مسلمان شہریوں کی طرف سے شریعت کی پابندی

پاکستان کے تمام مسلمان شہری شریعت کی پابندی کریں گے اور اس کے مطابق عمل کریں گے اور اس سلسلہ میں مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) عمال حکومت کے لئے ضابطہ اخلاق وضع کرے گی۔

نمبر(۶) شریعت کی تدریس

مملکت موثر انتظامات کرے گی۔

(ا) تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت کی مناسب سطحوں پر شریعت' اسلامی اصول قانون اور اسلامی قانون کے دیگر تمام شعبوں کی تدریس و تربیت کے لئے

(ب) "لاء" کالجوں کے نصاب میں شریعت پر اسباق شامل کرنے کے لئے

(ج) عربی زبان کی تدریس کے لئے

(د) عدالتی نظام میں شریعت' اسلامی اصول فقہ اور افتاء میں باقاعدہ سند یافتہ افراد کی خدمات سے استفادہ کے لئے

نمبر(۷) تعلیم کو اسلامی بنانا

(ا) مملکت اسلامی معاشرہ کی حیثیت سے جامع اور متوازن ترقی کے لئے اقدامات کرے گی تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جا سکے کہ پاکستان کے نظام تعلیم کی اساس —— تعلیم' تدریس اور کردار سازی کی اسلامی اقدار پر قائم ہو۔

(۲) تعلیم اور ذرائع ابلاغ عامہ کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے وفاقی حکومت' اس ایکٹ کے آغاز نفاذ سے تیس دن کے اندر ایک کمشن مقرر کرے گی جو ایسے ماہرین تعلیم' ماہرین قانون' ماہرین علماء اور منتخب نمائندوں پر مشتمل ہو گا جن کو وہ موزوں تصور کرے اور ان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گی۔

(۳) کمشن کے کارہائے منصبی ذیلی دفعہ (ا) میں محولہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے پاکستان کے نظام تعلیم کا جائزہ لینا اور اس سلسلہ میں سفارشات پیش کرنا ہوں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) کمشن کی سفارشات پر مشتمل رپورٹ وفاقی حکومت کو پیش کی جائے گی جو اسے مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کرنے کی موجب ہوگی۔

(۵)۔ کمشن کو ہر لحاظ سے جس طرح وہ مناسب تصور کرے اپنی کارروائی کے انصرام اور اپنے طریقہ کار کے انضباط کا اختیار ہو گا۔

(۶) جملہ انتظامی مقتدرات' ادارے اور مقامی حکام کمشن کی اعانت کریں گے۔

(۷) وزارت تعلیم حکومت پاکستان اس کمشن سے متعلق انتظامی امور کی ذمہ دار ہوگی۔

نمبر (۸) معیشت کو اسلامی بنانا

(۱) مملکت اس امر کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کرے گی کہ پاکستان کے معاشی نظام کی تعمیر اسلامی معاشی مقاصد اصولوں اور ترجیحات کی بنیاد پر کی جائے۔

(۲) وفاقی حکومت اس ایکٹ کے آغاز نفاذ سے تیس دن کے اندر ایک کمشن مقرر کرے گی جو ماہرین معاشیات' بینکاروں' ماہرین قانون' علماء' منتخب نمائندوں اور ایسے دیگر اشخاص پر مشتمل ہو گا۔ جن کو وہ موزوں تصور کرے اور ان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گی۔

(۳) کمشن کے کارہائے منصبی حسب ذیل ہوں گے:

(الف) ایسی تدابیر اور اقدامات بشمول موزوں متبادلات کی سفارش کرنا جن سے اسلام کا پیش کردہ معاشی نظام قائم کیا جا سکے۔

(ب) جیسا کہ دستور کے آرٹیکل (۳۸) میں متصورہ ہے۔ عوام کی سماجی اور معاشی فلاح و بہبود کے حصول کے لئے پاکستان کے معاشی نظام میں تبدیلیوں کے لئے ذرائع' وسائل اور حکمت عملی کی سفارش کرنا۔

(ج) کسی مالیاتی قانون یا محصولات اور فیسوں کے عائد کرنے اور وصول کرنے سے متعلق کسی قانون کا یا بنکاری اور بیمہ کے معمولات اور طریقہ کار کا یہ یقین کرنے کے لئے جائزہ لینا کہ آیا یہ شریعت کے منافی ہے یا نہیں؟ اور ایسے قوانین' معمول اور طریقہ کار کو شریعت کے مطابق بنانے کے لئے سفارشات پیش کرنا اور

(د) معیشت کو اسلامی بنانے کی بابت ترقی کی فروگذاشتوں اور رکاوٹوں کی' اگر کوئی ہوں نشاندہی کرتے ہوئے نگرانی کرنا اور کسی مشکل کے ازالہ کے لئے متبادلات تجویز کرنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) کمشن مختصر ترین مدت میں معاشی سرگرمی کے ہر ایک شعبہ سے ربوا کے خاتمہ کے عمل کی نگرانی کرے گا اور حکومت کو ایسے اقدامات کی سفارش کرے گا جو معیشت سے کم از کم ممکن مدت کے اندر ربوا کے مکمل خاتمہ کو یقینی بنائیں۔ تا وقتیکہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی طرف سے اس میں توسیع نہ کر دی جائے۔

(۵) کمشن اپنی رپورٹیں باقاعدگی سے اور مناسب وقفوں سے وفاقی حکومت کو پیش کرے گا جو ان کو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کرے گی اور وفاقی حکومت کی جانب سے اسلامی نظام معیشت کے قیام سے متعلق کسی سوال کا جواب بھی دے گا۔

(۶) کمشن کو ہر لحاظ سے جس طرح وہ مناسب تصور کرے اپنی کارروائی کے انصرام اور اپنے طریقہ کار کے انضباط کا اختیار ہو گا۔

(۷) جملہ انتظامی مقتدرات' ادارے اور مقامی حکام کمشن کی اعانت کریں گے۔

(۸) وزارت خزانہ حکومت پاکستان سے متعلق انتظامی امور کی ذمہ دار ہو گی۔

نمبر(۹) ذرائع ابلاغ عامہ اسلامی اقدار کو فروغ دیں گے۔

(۱) مملکت ذرائع ابلاغ عامہ کے ذریعہ اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے لئے اقدامات کرے گی۔

(۲) شریعت کے خلاف یا اس سے متصادم پروگراموں بشمول فحش مواد کی اشاعت اور اس کے فروغ کی ممانعت ہوگی۔

نمبر(۱۰) زندگی' آزادی املاک وغیرہ کی حفاظت

(۱) شہریوں کی جان' آبرو' آزادی' جائیداد اور حقوق کے تحفظ کے لئے مملکت تقنینی اور انتظامی اقدامات کرے گی تاکہ

(الف) انتظامی اور پولیس اصلاحات کی جائیں۔

(ب) دہشت پسندانہ' تخریبی اور انتشار انگیز سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔

(ج) ناجائز اسلحہ کو رکھنے اور اس کی نمائش کرنے کی روک تھام کی جائے۔

نمبر(۱۱) رشوت اور بد عنوانی کا خاتمہ

مملکت —— رشوت' بد عنوانی اور بے ضابطگیوں کے خاتمہ کے لئے قانونی اور انتظامی اقدامات کرے گی اور مذکورہ جرائم کے لئے مثالی سزا قرار دے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر(۱۲) فحاشی' سوقیت وغیرہ کا خاتمہ

مملکت کی طرف سے فحاشی' سوقیت اور دیگر اخلاقی برائیوں کے خاتمہ کے لئے موثر قانونی اور انتظامی تدابیر اختیار کی جائیں گی۔

نمبر(۱۳) سماجی برائیوں کا خاتمہ

مملکت امربالمعروف و نہی عن المنکر کے اصولوں پر جس طرح قرآن پاک میں ان کا تعین کیا گیا ہے' سماجی برائیوں کے خاتمہ اور اسلامی نیکیوں کو فروغ دینے والے قوانین وضع کرنے کے لئے موثر اقدامات کرے گی۔

نمبر(۱۴) نظام عدل

مملکت ــــ قانون کی تاخیر' مختلف عدالتوں میں کثیر التعداد کارروائیوں' مقدمہ بازی کے اخراجات کو ختم کر کے اور عدالت کی طرف سے سچائی کی جستجو کو یقینی بناتے ہوئے ایک اسلامی نظام انصاف قائم کرنے کے لئے مناسب اقدامات کرے گی۔

نمبر(۱۵) بیت المال (بہبود فنڈ)

مملکت ــــ غریب' محتاج' بے سہارا' معذور' ناکارہ' بیوگان' یتامی اور مفلسوں کی اعانت کے لئے ایک بیت المال قائم کرنے کے اقدامات کرے گی۔

نمبر(۱۶) نظریہ پاکستان وغیرہ کی حفاظت

ایک اسلامی ریاست کے طور پر پاکستان کے نظریہ' استحکام اور سالمیت کے تحفظ کے لئے مملکت قوانین وضع کرے گی۔

نمبر(۱۷) جھوٹے الزامات وغیرہ کے خلاف تحفظ

مملکت ــــ جھوٹے الزامات' کردار کشی اور خلوت میں خلل اندازی کے خلاف شہریوں کی آبرو اور شہرت کی حفاظت کے لئے قانونی اور انتظامی اقدامات کرے گی۔

(۱۸) بین الاقوامی مالی ذمہ داریاں وغیرہ

اس ایکٹ میں شامل کسی امر یا اس کے تحت دیے گئے کسی فیصلہ کے باوجود اس ایکٹ کے آغاز نفاذ سے پہلے یا بعد کسی قومی ادارے اور کسی بیرونی ایجنسی کے درمیان عائد کردہ یا عائد کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے والی ذمہ داریاں اور کئے گئے یا کئے جانے والے معاہدے موثر' لازم اور قابل عمل رہیں گے جب تک کہ متبادل معاشی نظام کا استنباط نہ ہو جائے۔

(تشریح) اس دفعہ میں (قومی ادارے) کے الفاظ میں وفاقی حکومت یا کوئی صوبائی حکومت' کوئی قانونی کارپوریشن' کمپنی' ادارہ' تجارتی ادارہ اور پاکستان میں کوئی شخص بھی شامل ہوں گے اور "بیرونی ایجنسی" کے الفاظ میں کوئی بیرونی حکومت' کوئی بیرونی مالی ادارہ' بیرونی مالی منڈی' بشمول بنک اور کوئی بھی قرض دینے والی ایجنسی بشمول کوئی شخص اور مال و خدمات کا مہیا کنندہ شامل ہوگا۔

نمبر۱۹ موجودہ ذمہ داریوں کی تکمیل

اس ایکٹ میں شامل کوئی امر یا اس کے تحت دیا گیا کوئی فیصلہ کسی عائد کردہ مالی ذمہ داری کے جواز پر اثر انداز نہیں ہو گا بشمول ان ذمہ داریوں کے جو وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا کسی مالی یا قانونی کارپوریشن یا دیگر ادارے نے یا اس کی جانب سے کسی دستاویزات کے تحت واجب کی ہوں۔ خواہ وہ معاہداتی ہوں یا بصورت دیگر ہوں یا ان میں متصورہ ادائیگی کے وعدے کے تحت ہوں اور یہ تمام ذمہ داریاں' وعدے اور مالی پابندیاں قابل عمل' لازم اور موثر رہیں گی جب تک کہ کسی متبادل معاشی نظام کا استنباط نہ ہو۔

عورتوں سے حقوق متاثر نہیں ہوں گے

نمبر(۲۰) اس ایکٹ میں کسی امر کے شامل ہونے کے باوجود خواتین کے حقوق' جیسا کہ آئین میں اس کی ضمانت دی گئی ہے' متاثر نہیں ہوں گے۔

قوانین صرف مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیاں ہی وضع کریں گی

نمبر(۲۱) اس ایکٹ میں شامل کسی امر یا عدالت بشمول عدالت عظمٰی کے فیصلہ کے باوجود مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلی جو بھی صورت حال ہو' بلا شرکت غیرے تمام قانون وضع کریں گی اور آئین میں وضع کردہ طریقہ کار سے ہٹ کر نہ تو کوئی قانون بنایا جائے گا اور نہ ہی وہ قانون متصور ہو گا۔

قواعد و ضوابط

(۲۲) وفاقی حکومت سرکاری جریدہ میں اعلان کے ذریعہ اس ایکٹ کی اغراض کی بجا آوری کے لئے قواعد وضع کر سکے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ